گوشہء فقہاء

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایامِ عسر ویسر

حضرت مولانا سید محمد شاہ قطب الدین حسینی صابریؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

چوتھی صدی میں شافعیوں میں جس گرامی ہستی کو بقول ابن خلکان **انتهت اليه رياسة الاصحاب......مسلم له المنبر و المحراب و الخطابة و التدريس و مجلس التذكير**

ان پر اصحاب شافعیہ کی صدارت ختم ہوتی ہے اوران کے لئے منبر ومحراب اور خطابت وتدریس اور مجلس وعظ ونصیحت مسلم ہے۔

اورمشہور شافعی استاذ مطلق ابواسحاق شیرازی جنھیں خطاب کر کے فرماتے تھے **يامفيد المشرق و المغرب انت اليوم امام الائمه**

......اے وہ جو مشرق ومغرب دونوں کے لئے مفید ہے تم آج امام الائمۃ ہو۔

اورجن کی وفات پر کہا جاتا ہے کہ **اغلقت الاسواق يوم موته و كسر منبرد فی الجامع**

جن کی وفات پر بازار بند کردیئے گئے اور جامع مسجد کے محراب توڑ دیئے گئے۔

اورطلبہ نے اپنے دوات وقلم توڑ دیئے اورایک سال تک اسی کیفیت پر رہے۔

میری مراد ''امام الحرمین،، سے ہے شاید ہی کوئی کتاب علماء اور علم کی تاریخ میں شوافع نے لکھی ہو، جس میں بیہقی اوران کے ''کارنامہ،، کے متعلق ''امام الحرمین،، کا یہ فقرہ نہ نقل کیا جاتا ہو کہ وہ فرمایا کرتے تھے: **مامن شافعي المذهب الاللشافعي عليه منة الااحمد البيهقی فان له علی الشافعي منة** اليافعي (ابن خلكان ص ۲۱)

ہر شافعی المذہب پر امام شافعی کا احسان ہے سوائے امام بیہقی کے کہ ان کا امام شافعی پر احسان ہے۔

لوگ امام الحرمین کے اس فقرہ کو پڑھتے ہیں اور گزر جاتے ہیں لیکن سچ پوچھئے تو ان چند الفاظ میں ''امام

الحرمین،، نے اس تاریخ کو بیان کردیا ہے کہ جسے خدا جانے کتنے اوراق میں بیان کرنے کی میں نے کوشش کی ہے اور اب بھی مطمئن نہیں کہ جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ پورے طور پر کہہ سکا یا نہیں، گو اس کی کوئی صحیح سند مجھے اب تک نہیں ملی ہے کہ واقعی امام الحرمین نے ایسا ارشاد فرمایا تھا یا محض خوش اعتقاد شافعیوں نے اس فقرہ کو ان کی طرف منسوب کرکے اسے اچھالنے کی کوشش کی ہے۔

لیکن اس ''فقرہ،، کی ''معنویت،، خود دلیل ہے کہ کسی عمیق النظر، ژرف نگاہ مفکر کا یہ قول ہے، جس کی نگاہیں یہ دیکھ رہی تھیں کہ اگر شافعی علماء سب کچھ کرتے رہے۔ لیکن ''طحاوی،، کے حملوں کا صحیح جواب ان کی طرف سے نہیں دیا گیا، تو روز ے از روز ھا دنیا سے شافعیت کا خاتمہ ہوجائے گا اور یہی مطلب ہے امام الحرمین کا اپنے اس فقرہ سے کہ **الا احمد البیھقی فان لہ علی الشافعی منة**...... مگر امام احمد بیہقی کا امام شافعی پر احسان ہے۔

میں نے جو کہیں یہ دعوی کیا تھا کہ طحاوی کی کتابوں سے ''شافعیت،، کا رنگ پھیکا پڑتا چلا جارہا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ اس کا ثبوت آگے آرہا ہے۔ میرا اشارہ اس طرف تھا کہ اس کی گواہی میں شافعیوں کے ''امام الائمہ،، اور مفید المشرق والمغرب،، صاحب المنبر والمحراب امام الحرمین کو ہی پیش کرنا چاہتا تھا۔ اگر امام الحرمین کے کلام کا یہ مطلب نہیں ہے تو بتایا جائے کہ امام بیہقی نے امام شافعی پر طحاوی کے رد کے سوا اور کون سا بڑا احسان کیا، یہ بات کہ انھوں نے فقہ شافعیہ کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں یہ ان کی کوئی خصوصیت نہیں ہے خود ان کے استاذ الحاکم ہی کا کام ان سے زیادہ ہے۔ شافعیوں کے ''الباز الاشھب،، ابن سریج ہی کی تصنیفات کی تعداد چار سو بتائی جاتی ہے، آخر اگر بیہقی کا اصلی کارنامہ طحاوی کے مقابلہ میں شافعی مذہب ومسلک کی تائید نہیں ہے تو پھر تمام شوافع ان کو **کان من اکثر الناس نصر المذھب الشافعی** (ابن خلکان) (انھوں نے سب سے زیادہ مذہب شافعی کی نصرت کی ہے۔) کیوں کہتے ہیں،۔

واقعہ یہی ہے کہ امام طحاوی نے ''شافعیت،، کا جو لاجواب رد بلیغ تھا بیہقی ان کے مقابلہ میں کھڑے ہوکر ان کا رد کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے بستان المحدثین میں امام الحرمین کے مذکورہ بالا فقرہ کو نقل فرمانے کے بعد بالکل بجا طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ:

بتایید ونصرت او (بیھقی) رواج ابن مذھب (شافعیت) دوبالا گشتہ (ص ۵۰)

☆ بیع بثمن بخس **Price Cutting** بہت معمولی قیمت حتی کہ لاگت سے بھی کم پر بیع ☆

امام بیہقی کی تائید ونصرت سے مذہب شافعی کا رواج دوبالا ہوا۔

بہرحال اس کا اعتراف کرنا چاہئے کہ ابوبکر احمد البیہقی نے مسلک شافعی کی بقاء وترویج میں بڑا انقلابی کام کیا اوروں کو ان کے کام سے اطمینان ہوا ہو یا نہ ہوا ہو،لیکن شافعیوں کا جو طبقہ طحاوی کے اعتراضات اور تنقیح کی وجہ سے دل گرفتہ ہو رہا تھا اگر اس طبقہ کی تسلی ان کی کتابوں سے ہوگئی اور جب وہ کہتے ہیں کہ ہوگئی،تو پھر ان کی خدمات کی نہ قدر کرنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟

نیشاپور کی ''الائمہ کی مجلس،،نے خود بیہقی کے حلقہ میں شریک ہوکر جب ان کا حوصلہ بڑھایا اور اسی نیشاپور کے ''امام الائمہ،،نظام الملک طوسی کے سب سے زیادہ چہیتے اور معظم ومحترم عالم امام الحرمین نے اپنے مذکورہ تاریخی فقرہ سے ان کو امام شافعی کا محسن قرار دیکر گویا پوری دنیائے شافعیت کا محسن اعظم قرار دیا۔قدرتی طور پر اس کا یہی ردعمل نہیں ہونا چاہئے کہ اس سلسلہ میں حافظ بیہقی کی سعی ومحنت کی رفتار اور تیز ہوجائے۔انھوں نے معرفۃ السنن کے بعد پھر ٹھیک مختصر الطحاوی کے کبیرہ وصغیر کے مقابلہ میں دوسنن کبیر وصغیر لکھی اور جس طرح امام طحاوی کی مختصر کی خصوصیت یہ تھی جسے نقل کر چکا ہوں کہ ''رتبہ علی ترتیب المزنی ،،ٹھیک بیہقی نے بھی اپنی اس صغیر وکبیر کو مرتب کیا۔جیسا کہ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:

السنن الکبری والصغری کتابان لابی بکراحمدبن الحسین بن علی البیهقی وهما علی ترتیب مختصر المزنی (ص۷۶ ۴ کشف ج۲)

امام احمد بیہقی کی دوکتابیں سنن کبیر وصغیر دونوں امام مزنی کی کتاب مختصر کی ترتیب پر ہیں اس موقع پر ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ شوافع نے بیہقی کی کتابوں کی جتنی قدر کی جتنا اسے دنیا میں روشناس کرانے کی کوشش کی ان کی کتابوں کی تعریف میں کبھی

ماصنف فی علم الحدیث مثله تهذیباوترتیباوجودة

علم حدیث میں تہذیب وترتیب اورعمدگی کے اعتبار سے اس جیسی کوئی دوسری کتاب لکھی نہیں گئی۔جیسا کہ السبکی نے لکھا ہے کہ یاذھبی نے:

عمل (البیهقی) کتبالم یسبق مثلها

جیسا کہ آگے معلوم ہوگا کہ بعض شافعیوں نے تو قسم تک کھائی ہے کہ فقہ شافعی میں کوئی صحیح درک پیدا ہی نہیں کرسکتا،جب تک بیہقی کی معرفت نہ پڑھے،الغرض خود بیہقی کے معاصرین جن میں امام الحرمین

بھی ہیں،اوران کے بعد ہر ملک اور ہر طبقہ کے شوافع بیہقی اوران کی کتابوں میں رطب اللسان رہے اور ہیں،حتیٰ کہ حاجی خلیفہ جوحنفی ہیں ان کے قلم سے ان ہی تعریفوں سے متاثر ہوکر یہ جملہ سنن صغیر وکبیر کے متعلق بے ساختہ نکل گیا کہ......**لم یصنف فی الاسلام مثلھما**......اسلام میں ان دو کتابوں جیسی کتابیں لکھی نہیں گئی۔

اس کا نتیجہ ہے،جیسا کہ الیافعی نے لکھا ہے......**للبیھقی تصانیف کثیرة بلغت الف جزء نفع اللہ تعالی بھاالمسلمین شرقاوغربا وعرباوعجما**

امام بیہقی کی بہت کتابیں ہیں جس کی تعداد ہزار جزء تک پہنچتی ہے اللہ تعالی نے ان کتابوں سے مشرق ومغرب عرب وعجم تمام مسلمانوں کوفائدہ پہنچایا۔

اور ہماری حکومت آصفیہ نے باوجود حنفی المسلک ہونے کے امام بیہقی کی سب سے بڑی کتاب ''السنن الکبیر،،جوان کے علم کی انسائیکلو پیڈیا ہے،ضخیم جلدوں میں حال میں شائع کی ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ جس کے مقابلہ میں یہ ساری ہنگامہ آرائیاں ہوئیں ،یعنی ***امام طحاوی ان کی غیرتوغیر خودحنفیوں نے بھی جیسی کی چاہئے قدر نہ کی حدیہ ہے کہ اس وقت تک ان کی مختصر کبیرتوخیر،صغیر بھی طبع نہ ہوسکی***۔مدت ہوئی کہ صرف ایک کتاب ''معانی الآثار،،بغیر کسی تصحیح اوراہتمام کے ہندوستان سے لیتھو میں شائع ہوئی،اورنہایت نامکمل ناقص غلط مسخ شکل میں چندسال ہوئے کہ مشکل الآثار کی کچھ جلدیں مطبع دائرة المعارف نے شائع کی ہیں جومطبع کاقصورنہیں بلکہ علماء احناف کی اس بے توجہی کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان جیسے قدیم اسلامی ملک اورمسلمانوں کی عظیم ترین آبادی میں اس کا بجزایک ناقص غلط نسخہ کے سوااس وقت تک کوئی کامل صحیح نسخہ نہ مل سکاتھا۔خداکرے اس کتاب کی تکمیل اورامام کی دوسری زرین کتابوں کی اشاعت کی توفیق مسلمانوں کوعموما اوردائرة المعارف کوخصوصاہو۔(کاش مصنف زندہ ہوتے اوردیکھتے کہ اب شرح معانی الآثار کس شان سے طبع ہوئی ہے(شاہتاز)

خلاصہ یہ ہے کہ اپنے گاؤں خسروجردسے نیشاپوربلائے جانے کے بعد جہاں تک میراخیال ہے۔حافظ بیہقی کامستقل مستقرنیشاپورہی رہا۔سترہ سال تک وہ اسی شہر میں درس وتدریس املاوتحدیث کے ساتھ اپنے مشن (نصرة مذھب الشافعی)میں پورے انہماک کے ساتھ مشغول رہے اور چوہترسال کی عمر پاکرسنہ۴۵۸ہجری میں پانچویں صدی کے وسط میں نیشاپورہی میں وفات پائی

☆بیع زاید .... Ovreselling کوکہاجاتا ہے ☆

۔۔۔ جاتا ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی لکھا ہے کہ حافظ بیہقی کی لاش کو ...... در تابوتے
نہادہ دربیہق آورندو درخسرو جرد مدفون ساختند(ص ۵۰)
آپ کے جسد خاکی کو تابوت میں رکھ کر مقام بیہق میں لائے اور خسرو جرد میں دفن کئے۔
اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کیفیتا کچھ ہی کہا جائے لیکن کمیت اور مقدار وضخامت کے حساب سے بیہقی کے قلمی کارنامے امام طحاوی کی خدمتوں سے بہت زیادہ ہیں گزر چکا کہ لوگوں نے بیہقی کے تالیفات کے متعلق اندازہ کیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اتنے بڑے جلیل محدث ہونے کے لوگ لکھتے ہیں کہ:

لم یکن عندہ سنن النسائی و لاجامع الترمذی ولاسنن ابن ماجہ (ص ۱۰۳۱ذھبی)
ان کے پاس سنن نسائی تھی نہ جامع ترمذی تھی نہ سنن ابن ماجہ تھی۔
حالانکہ امام طحاوی کے متعلق تو لوگوں کا خیال ہے کہ براہ راست نسائی سے بھی وہ روایت کرتے تھے۔ تعجب ہے کہ یہ کتابیں اب تک کیسے نہیں پہونچیں، اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ جس پر بحث کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے تو پھر حافظ بیہقی کی علمی منزلت اور بلند ہو جاتی ہے کہ امام طحاوی سے وسائل بلکہ عمر کی کمی کے باوجود جیسا کہ چاہئے مقابلہ کا حق ادا کر دیا۔ اگر چہ کہا جا سکتا ہے کہ گو امام طحاوی کی عمر ۷۳ سال کے قریب ہوئی لیکن ان کی زندگی کا بیشتر حصہ پریشانیوں میں گزر گیا اور لکھنے لکھانے کا وقت نسبتا ان کو کم ملا، بخلاف بیہقی کے وہ تو شروع ہی سے لکھنے ہی پر پل پڑے، یہاں محدثین کا ایک لطیفہ یاد آیا۔ مشہور محدث حافظ ابوعمر ابن الصلاح نے ایک بات لکھی ہے کہ:

سمعت شیوخنا یقولون طول دلیل للرجل باشتغالہ باحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں اپنے شیوخ کو فرماتے ہوئے سنا ہوں عمر کی زیادتی کسی شخص کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریف میں مشغول رہنے کی دلیل ہے۔
اور یہ تو اپنے "شیوخ،، سے انھوں نے سنا تھا، آگے اپنا ذاتی تجربہ بھی بیان کرتے ہیں۔
ویصدقہ التجربۃ فان اھل الحدیث اذا تتبعت اعمارھم تجدھا فی غایۃ الطول (کشف الظنون ص ۷۲۳ ج ۱)
اور تجربہ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کیونکہ تم محدثین کرام کی عمروں کو دیکھو گے تو ان کی عمروں کو سب

سے زیادہ لمبی پاؤ گے۔

میری غرض اس لطیفہ کے نقل کرنے سے یہ نہیں ہے کہ میں امام طحاوی کے طول عمر کو حافظ بیہقی کی عمر کے مقابلہ میں اشتغال بالحدیث کی زیادتی کی دلیل بتاؤں، کیونکہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی چیزوں کو کلیہ نہیں قرار دیا جاسکتا لیکن ابن الصلاح کے جن ''شیوخ،، کا ''**طول العمر دلیل للرجل باشتغاله بالحديث**،، دعوی تھا، ان کے دعوی کی بنیاد پر کوئی حنفی اگر اس راہ سے بھی طحاوی کی حدیث دانی کو بیہقی کی حدیث دانی پر ترجیح دے تو شاید الزامی حجت بننے کی اس میں صلاحیت ہو۔

خیر یہ تو ایک لطیفہ تھا۔ کہنا یہ ہے کہ اس اہتمام وانتظام کے ساتھ **پانچویں صدی کے وسط بلکہ تقریبا آخر میں ''حنفیت،، پر شافعیت کی طرف سے یہ جوابی حملہ ایک ایسے وقت میں ہوا، کہ جس فن کی راہ سے یہ حملہ کیا گیا اور اس علمی مقابلہ میں جو ہتھیار استعمال کیا گیا تھا، بیچارے احناف کم از کم اس زمانہ تک پہونچتے پہونچتے اگر بالکل بیگانہ نہیں، تو بہت کچھ نامانوس ہو چکے تھے**، چونکہ خلافیات میں فیصلہ کا یہ طریقہ کہ سنداً جو روایت سب سے زیادہ قوی ہو آنکھ بند کرکے اس کو ترجیح دیدینی چاہئے، یہ بالکلیہ حضرت امام شافعی کا ابتدائی نظریہ تھا اور اس کے لئے متن حدیث سے زیادہ ان رجسٹروں کے متعلق ماہرانہ بصیرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے جنہیں فن ''رجال،، کے آئمہ نے رواۃ حدیث کے متعلق مختلف اوقات میں مرتب فرمایا ہے۔ حنفیوں میں ترجیح کا یہ طریقہ شروع ہی سے ناپسندیدہ تھا اس لئے ان کو ''حدیث،، کے شعبہ سے پہلے بھی چنداں تعلق نہ تھا اور جیسے جیسے دین وعلم سے زیادہ دنیاطلبی لوگوں میں بڑھی اور بھی اس سے بیگانگی بڑھتی ہی چلی گئی۔ عموماً فقہ اصول فقہ (جو حکومت کا قانون تھا) اور ان ہی میں زیادہ مہارت حاصل کرنے کے لئے ذہنی اورادبی علوم کی طرف لوگوں کا عام رجحان بڑھتا چلا جاتا تھا۔ طاش کبری زادہ جو دسویں صدی کے عالم ہیں، انھوں نے اپنی کتاب مفتاح السعادۃ میں اگرچہ اپنے عہد کے علماء احناف کا یہ حال لکھا ہے کہ:

ان قصارى نظر ابناهذا الزمان فى علم الحديث النظر فى مشارق الانوار للصاغانى فان ترفعت الى مصابيح البغوى خلت انها تصل الى درجةالمحدثين و ماذلك الالجهلهم بالحديث بل لو حفظهم عن ظهر قلب وضم اليهما من المتون مثليهما لم يكن محدثاحتى يلج الجمل فى سم الخياط (ج ۲ ص ۳)

اس زمانے والوں کی علم حدیث میں انتہائی نظر علامہ صاغانی کی کتاب مشارق الانوار میں نظر کر لینا

☆بیع زاید .... Ovreselling کو کہا جاتا ہے ☆

اور اگر امام بغوی کی کتاب مصابیح تک نظر بلند ہو جائے تو وہ محدثین کے درجہ تک پہنچ نہیں سکتی ۔اور یہ علم حدیث سے محض کم واقفیت کی وجہ سے ہے بلکہ وہ اگر یہ دونوں کتابوں کے مثل اور متون کو بھی زبانی یاد کرلیں تب بھی محدث نہیں بن سکتے ۔جہاں تک کہ سوئی کے ناکہ میں اونٹ چلے جائیں ۔

اور یہ تو حنفی مدارس اور حلقہائے درس میں حدیث کا عام نصاب تھا، باقی اگر اس فن میں مہارت خصوصی کوئی حاصل کرنا چاہتا تھا، تو طاش کبری زادہ جیسے محتاط بزرگ کے قلم سے یہ الفاظ نکلے ہیں:

وانما الذی یعده اهل هذا الزمان بالغالی النهایة ویناد ونه محدث المحدثین وبخاری العصر من اشتغل بجامع الاصول لابن الاثیر مع حفظ علوم الحدیث کمختصر ابن الصلاح او التقریب والتیسیر للنووی ونحو ذالک .....

اور اس زمانے والے جس شخص کو انتہائی درجہ پر فائز اور اس کو محدث المحدثین اور دور حاضر کے بخاری کہتے ہیں وہ ایک ایسا شخص ہوتا ہے جو علامہ ابن الاثیر کی جامع الاصول کو پڑھتا پڑھاتا ہے اور علوم حدیث کی چند کتابیں جیسے مختصر ابن صلاح یا امام نووی کی تقریب اور تیسیر کو زبانی یاد کرلیتا ہے ۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا، یہ رپورٹ یقیناً دسویں صدی ہجری کی ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ ہم جس زمانہ کا ذکر کررہے ہیں تقریباً یہ حادثہ حنفی اسکولوں پر اسی زمانہ میں پیش آ چکا تھا ۔ہمیں طاش کبری زادہ کے متعلق اس کو بھی اپنے سامنے رکھ لینا چاہئے کہ زمانہ ان کا خواہ کچھ ہی ہو، لیکن جس مکان اور مقام میں بیٹھے ہوئے یہ الفاظ ان کے قلم پر آئے ہیں، وہ مسلمانوں کی سیاسی قوت کا اس زمانہ میں آخری نقطہ کمال تھا ۔میری مراد قسطنطنیہ سے ہے، جہاں ترکوں کے اقبال کا آفتاب بڑے آب وتاب سے چمک رہا تھا، اس لئے حنفی علماء کی برگزیدہ ترین جماعت کا اس زمانہ میں اس کو مرکوز ہونا چاہئے، گویا یہ حال اس طبقہ کے چوٹی کے افراد کا تھا اور یہ کیفیت صدیوں سے چلی آ رہی تھی ۔

اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حنفیوں میں کمزوری بیہقی کی ان کتابوں سے ہوگی، اپنی سیاسی قوتوں کے زور سے خواہ اس کمزوری کی تلافی کرتے ہوں، لیکن علم کے حلقہ میں جس قسم کی خفت پانچویں اور چھٹی کے تاج الشریعت اور شموس الائمہ، صدر الملت والدین کو اٹھانی پڑی ہوگی، سچی بات یہ ہے کہ اب بھی اس کے تصور سے طبیعت جھینپ جاتی ہے ۔

ایک طرف شافعیوں کی جانب سے بیہقی کی کتابوں کے متعلق جو طحاوی کے توڑ پر لکھی گئی تھی، جیسا کہ

السبکی سے شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل فرمایا ہے کہ

من قسم می خورم بر آن کہ ایں پنج کتاب را دہ عالم نظیرے نیست (بستان ص ۵۰) ان حلفی الفاظ میں گویا.................

فھذا براھینی جئنی بمثلھا...... یہ میرے براہین ہیں تم اس جیسے تو لاؤ...... کا چیلنج پر چیلنج دیا جارہا تھا، لیکن احناف جو بیہقی کی گرفتوں کا اگر کچھ جواب دے سکتے تھے تو وہ کید بسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے بدنام تھا اور جس راستہ سے ''حریف،، جواب طلب کرتا تھا، اس کے چلنے والے احناف میں یا بالکلیہ نہیں تھے یا کچھ تھے بھی تو وہ برائے نام، آخر مشارق الانوار اور ''مصابیح،، کی مقطوع السند حدیثوں کے پڑھنے والوں سے بھلا رجالی بحثوں اور ابن قطان، یحی بن معین، علی بن مدنی، احمد بن حنبل جیسے آئمہ کی ناقدانہ راؤں کی کیا توقع کی جاسکتی تھی۔ بقول طاش کبری زادہ اس کے لئے تو ضرورت تھی ایسے آدمیوں کی جو عرف الاسانید والعلل واسماء الرجال والعالی والنازل وحفظ مع ذالک جملة مستکثرة من المتون ویسمع ماذکرناہ وکتب الطبقات وزادعلی الشیوخ وتکلما فی العلل الوفیات والاسانید کان فی اول درجات المحدثین (ص ۳)

جو اسانید اور علل اور اسماء رجال اور سند عالی ونازل کی معرفت رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ متون حدیث کی بڑی تعداد زبانی یاد رکھتا ہو...... اور...... اس کے ساتھ علل میں اور رواۃ کے تواریخ وفات میں اسانید میں کلام کرنے میں محدثین کے درجہ اول میں سے ہو۔

.............................(جاری ہے)

حواشی

۱۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ اسلامی عہد کے اس سب سے بڑے وزیر کا حال یہ تھا کہ جس وقت امام الحرمین ملنے تشریف لاتے بالغ فی اکرامہ واجلسہ فی مسندہ ۱۲ ماخوذ از ابن خلکان

۲۔ (الیافعی اپنی مراۃ الجنان میں اس ''الملتہ والدین،، کی جو مٹی پچھلی صدیوں میں پلید ہوئی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ثم عمو التلقیب بالدین فیما بعدحتی السوقہ والفجرة لقبوھم بنور الدین وشمس الدین وزین الدین وکمال الدین واشباہ ذالک، من ھم ظلام الدین وشین ونقص الدین واشباہ ذالک من اضداد الدین، آخر میں ایک یمنی بزرگ ابن عجیل کے قول پر بدتمیزی کے اس طوفان کو ختم کرتے ہیں ھذہ الالقاب فلم اجدمنھا صادقاً الاصارم الدین یعنی قاطع الدین (مراۃ الجنان ص ۱۳۶ ج ۳)

☆ بیع مقابل اعتادتاجیری سے مراد Leasback ہے ☆